بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

ہمارا نصب العین تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

اَلضَّرۡبُ الشَّدِیۡد
عَلٰی
مُنکرِ میلادِ الحَبیب

مصنّفہ

مُحمد مظہر الحق بندیالوی
جنرل سیکرٹری۔ انجمن فدایانِ مُصطفٰی قائد آباد

شائع کردہ انجمن فدایانِ مُصطفٰی قائد آباد

(ایوان کتابت امین پور بازار فیصل آباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم

مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

ہمارا نصب العین تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

اَلضَّربُ الشَّدِیدِ

عَلٰی

مُنکرِ مِیلادِ الحَبِیبِ

مصنفہ

مُحمّد منظہر الحق بندیالوی

جنرل سیکرٹری ۔ انجمن فدایان مصطفیٰ قائد آباد

شائع کردہ : انجمن فدایان مُصطفیٰ قائد آباد

(مفت تقسیم کیے گئے)

بار اوّل : فروری ۱۹۸۱ء

تعداد : تین ہزار (۳۰۰۰)

:

ناشر : انجمن فدایانِ مصطفیٰ!
قائد آباد

مصنف : محمد مظہر الحق بندیالوی

کتابت : حکیم محمود الحسن

(۱) دار الحدیث جامعہ رضویہ
جھنگ بازار فیصل آباد

(۲) محلہ اسلام منڈھی چوہڑکانہ
ضلع شیخوپورہ

پریس :

قیمت ــــــــــــ دعائے خیر

پیشِ لفظ

معزز قارئین! ایک کتابچہ "عید میلاد النبی تاریخ و حقائق کے آئینے میں" دیکھنے کا اتفاق ہُوا، جس میں ۱۲ ربیع الاوّل کے دن حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اظہار سرور کرنے اور مجالس ذکر منعقد کرنے کو بدعت اور ناجائز کہا گیا۔ اس کتابچہ میں تحقیق و تدقیق کے جو دریا بہائے گئے وہ سب انوکھے اور نرالے تھے۔ اس کتابچہ کے نوادرات اِس قابل تھے کہ عجائب گھر کی زینت بنتے۔ اور انہیں وہیں آویزاں کیا جاتا۔ جو کہ ہر دیکھنے والے کو یہ ثبوت مہیا کرتے کہ مصنف کتابچہ کو علم دین سے اتنا تعلق ہے جتنا ایک دق کے مریض کو صحت سے ہو سکتا ہے اور ہر پڑھنے والا اس نتیجہ پر پہنچتا کہ اُس نے کاغذ، سیاہی اور وقت کا ذخیرہِ انتہائی بے دردی سے ضائع کرنے کے بعد اپنے لئے کوئی توشہ آخرت تیار نہیں کیا بلکہ اپنی گمراہی فکر و نظر اور کجروی عقیدہ کا بھونڈا مظاہرہ کیا ہے۔ کتابچہ کی ایک ایک سطر اُس کی علمی و فکری بے مائیگی اور گروہی تعصب کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ؎

ملاں کی سُنتے تھے مریدوں سے بزرگی
تحریر سے دیکھا تو عمامے کے سوا ہیچ

اور نہ صرف مصنف کتابچہ بلکہ اِس گروہ کے اکابرین بھی اولیائے امت اور عُلمائے ملت پر تنقید کرتے کرتے اِس قدر آگے نِکل چکے ہیں کہ اُن کے گستاخ قلم نے خُدا کے نازنین محبوب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دامن مقدس پر بھی چھینٹے اُڑانے کی ناپاک کوشش کی ہے اور اُن کی اِس مجرمانہ جسارت کے خلاف عُلمائے اہلسنت کے احتجاج کی صدائے بازگشت برصغیر پاک و ہند کے کونہ کونہ سے

آج بھی سُنائی دے رہی ہے کبھی تو اُن کے اکابر نماز میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصور کے متعلق لکھتے ہیں :

"زنا کے وسوسے سے بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اِس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں اپنی ہمّت کو لگا دینا اپنے بیل یا گدھے کی صُورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے"

(صراطِ مستقیم ص ۱۵۰ مصنفہ مولوی اسماعیل شہید)

اور کبھی انہی کے اکابر علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے"

(حفظ الایمان ص ۷ مصنفہ اشرف علی تھانوی)

اور کبھی اِسی گروہ کے اکابر میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یُوں رقمطراز ہوتے ہیں :

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مولد شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے اور مثل کنہیا کے جنم کے ہے"

(فتویٰ مولوی رشید احمد ص ۱۳، براہین قاطعہ ص ۲۲۸ مصنفہ مولوی خلیل احمد)

قارئین کرام! اِن عبارات کے پیش کرنے کا مقصد آپ کو یہ بتانا ہے کہ اس گروہ کے ساتھ ہمارا اختلاف محض میلاد و قیام کی حد تک نہیں ہے۔ بلکہ علمائے دیوبند اور ان کے حواری اہانت رسُول جیسے غارت گر ایمان جرم کے مرتکب ہیں۔ اے کاش یہ لوگ بجائے اس کے کہ مُسلمانوں کو میلاد شریف اور قیام و سلام جیسے مُبارک افعال سے روکتے اور اُن پر مشرک و بدعتی ہونے کا فتویٰ لگاتے کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر وہ شراب جُوا، زنا، چوری اور ایسی دیگر برائیوں کو مٹانے کے لئے جدوجہد کرتے مگر ان سے ایسی توقع کہاں

ہوسکتی ہے کیونکہ ان کے زبان وقلم کو تنقیص شانِ رسالت سے فرصت ہی کب ہے۔
کم علمی کی انتہا ہے کہ اگر وہ اپنے اکابر کی کتب ہی دیکھ لیتے تو یومِ ولادت میں مجالس
اور اظہارِ سرور کو بدعت وحرام کہنے کی جُرأت نہ کرتے۔ حاجی امداد اللہ صاحب
مہاجر مکی رح جن کو علمائے دیوبند مرشد العرب والعجم کہتے ہیں اور جن کے متعلق مولوی
قاسم نانوتوی نے کہا تھا کہ "حاجی صاحب صرف عالم ہی کیا عالم گر ہیں"، اور آپ
مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی
احمد حسن کانپوری وغیرہ سب کے پیر ومرشد شمائم امدادیہ میں مولوی اشرف علی
تھانوی ان کا قول نقل کرتے ہیں، ص۲۳ "ہمارے علماء اس زمانہ میں جو کچھ قلم میں
آتا ہے بے محابا فتویٰ دے دیتے ہیں علماء ظاہر کے لئے علمِ باطن بہت ضروری ہے
بدوں اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا ہمارے علماء مولود شریف میں تنازع کرتے
ہیں۔ تاہم علماء جواز کی جانب بھی گئے ہیں جب صورۃ جواز کی موجود ہے پھر کیوں
ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔"

ناظرین غور فرمائیے، حاجی صاحب منکرینِ محافل میلاد کو کیسی ملیح تنبیہ فرماتے
ہیں اور حاجی صاحب کے اس قول سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ آج سے صدہا
سال قبل مکہ شریف میں محافل میلاد منعقد کی جاتی تھیں۔ شمائم امدادیہ ص۸۷ پر فرماتے
ہیں: "مولود شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی
ہے اور رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے قیام کے بارے میں بندہ کچھ
نہیں کہتا ہاں مجھ کو خاص ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔"

✦ فیصلہ ہفت مسائل ص۵ پر حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں:
"مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ
برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔"

حاجی صاحبؒ کی قبر انور پر اللہ کی لاکھ لاکھ رحمتیں ہوں۔ اُنھوں نے نہ صرف میلاد کے متعلق لکھا بلکہ کئی اہم اختلافی مسائل حل کر گئے ہیں۔ اب لمحۂ فکریہ ہے نام نہاد دیوبندی کہلانے والوں کے لئے کہ علماء دیوبند کے پیر و مرشد جس محفلِ میلاد کو مستحسن جانتے ہوئے منعقد کرتے ہیں اس کو ایک نام نہاد مولوی بدعت و ضلالت سے تعبیر کرتا ہے۔

✦ چنانچہ یہی حاجی صاحب اسی فیصلہ ہفت مسائل میں صد ۵ پر تحریر کرتے ہیں:

"رہا یہ اعتقاد کہ مجالسِ مولود میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شُبہ کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہُوا یا کئی جگہ ایک وقت میں کیسے تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شُبہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وُسعت جو دلائل عقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اُٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اِس سے آپ کی نسبت اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائصِ ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وُہ ہے جو مقتضا ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وُہ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و بدعت کیسے ہو سکتا ہے۔"

قارئینِ کرام ذرا غور فرمائیں کہ اب صاحبِ کتابچہ کا فتویٰ بدعت کس پر جا کے لگا۔ سچ ہے خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے۔ خُدا نے عقل و خرد ایسا چھینا کہ اپنا پیر و مرشد بھی ان کے فتویٰ سے نہ بچ سکا اب صاحب کتابچہ کو حاجی امداد اللہ صاحب پر بھی بدعتی اور پیٹ پرست مولوی ہونے کا فتویٰ لگانا چاہیئے یا اُن کے فتوے

صرف اہلسنت کے لئے ریزرو ہیں۔

نیز اتحاد کے دنوں میں صاحب کتابچہ کے اکابرین مثلاً مفتی محمود اور یوسف بنوری وغیرہ نے ۱۲ ربیع الاول کو نکلنے والے جلوسوں کی قیادت کی تھی اور اُس دن کے اجتماع میں تقریریں بھی جھاڑی تھیں۔ مفتی محمود اور ان کے پیروکار ڈیرہ اسماعیل خان میں باقاعدگی سے ۱۲۔ ربیع الاوّل کو جلوس نکالتے رہے ہیں اور صاحب کتابچہ کے چچا نے اتحاد کے زمانہ میں قائد آباد میں نکلنے والے جلوس میں نہ صرف شرکت کی تھی بلکہ اجتماع جلوس کے سامنے تقریر بھی جھاڑی تھی تو ہم صاحب کتابچہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے جو چیز بدعت اور باعث گمراہی ہو اس کا ارتکاب جائز ہو جاتا ہے۔ یہ عجیب منطق ہے کہ خود شامل ہو جائیں تو جائز ہے اور جب دوسرے کریں تو بدعت و حرام ہو جائے۔ اگر ۱۲ ربیع الاوّل کے دن جلوس اور اجتماع بدعت اور حرام ہے تو پھر اُن کے اکابرین نے حرام کا ارتکاب کیوں کیا اور صاحب کتابچہ کا فتویٰ ان کی طرف کیوں نہیں جاتا اگر تمہارے لئے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے جلوس میں شرکت جائز ہے تو ہم اہل سُنت والجماعت کے لئے محض رضائے خداوندی کے لئے ایسے جلوسوں میں جانا کیوں ناجائز ہے۔ جب یہ خود اس فعل کے مرتکب ہیں تو دوسرے پر اعتراض کیسے کر سکتے ہیں ؎ شیشے کے گھر میں بیٹھ کے پتھر ہیں پھینکتے

دیوارِ آہنی پہ حماقت تو دیکھئے!

بندیال میں مدت سے وہابی حضرات ۲۷۔ رمضان المبارک کی رات معین تاریخ پر جلسہ کرتے ہیں باہر سے بھی مولوی آتے ہیں تقریریں ہوتی ہیں اور وہابی حضرات اپنے لئے یہ تاریخ ریزرو سمجھتے ہیں۔ اس دفعہ ۲۷۔ رمضان المبارک اہلسنت کے جلسہ کا پروگرام سُن کر اہلسنت والجماعت کی جانب آدمی بھیجا ۲۷ رمضان المبارک ہماری تاریخ ہے تو ہم نے جواباً کہا کہ اگر ۲۷ رمضان المبارک (معین تاریخ) کو تم جلسہ کرو گے

تو تمہارے لئے تو یہ حرام کا ارتکاب ہوگا کیونکہ تم خود کہتے ہو۔ اگر نیک عمل کے لئے تاریخ مقرر کردی جائے تو وُہ بدعت اور حرام ہو جاتا ہے۔ قارئین ان حضرات کی عیاری اور دوغلی پالیسی دیکھیں کہ خود اگر تاریخ مقرر کر کے محض اپنے نام و نمود کے لئے جلسہ کریں تو جائز ہے اور اگر ہم محض محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے سرشار ہو کر آپ کی ولادت کی خوشی میں ۱۲ ربیع الاوّل کو اجتماع کریں تو وہ بدعت اور حرام ہو جائے۔

میں محافل میلاد اور ۱۲ ربیع الاوّل کے اجتماع کو بدعت و حرام کہنے والے علمائے دیوبند اور اُن کے دم چھلوں سے پوچھتا ہوں کہ دار العلوم دیوبند کا جشن صد سالہ منانا اور اُس میں ایک ہندو عورت کو بُلانا قرآن کی کونسی آیت یا رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کونسے فرمان پر عمل کرنا ہے؟

کیا اُنھوں نے اپنے نام نہاد جشن صد سالہ کی صدارت اندرا گاندھی کو دے کر اکبر الہ آبادی کے اِس شعر پر مہر تصدیق نہیں ثبت کردی ؎

یہ کانگریسی ملاں میں تم کو بتاؤں کیا ہیں
گاندھی کی پالیسی کے عربی میں ترجمہ ہیں

میں اپنی بات کے طول دینے پر قارئین سے معذرت خواہ ہوں۔ محترم المقام جناب صاحبزادہ مظہر الحق صاحب نے عید میلاد النبی پر بڑی تحقیق سے لکھا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اُن کی یہ کاوش باطل قوتوں کے لئے گرز البرز شکن ثابت ہوگی۔

خاکپائے قبلہ فقیہ العصر (رحمہ الرحیم)
مُحمّد سعید احمد رضوی متعلّم سالِ آخر
دار العلوم جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا :

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ (اور یاد دلاؤ اُن کو اللہ کے دِن)

یہ واضح بات ہے کہ سب دنوں اور راتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمایا ہے۔ لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ وہ کونسے دن ہیں جن کو یاد دِلانے کا اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر حکم دیا ہے۔ تو رأس المفسرین حضرت ابن عباس رضؓ، حضرت ابی بن کعب رضؓ، حضرت مجاہد رحؒ، حضرت قتادہ رضؓ اور دیگر مفسرین فرماتے ہیں کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ نے اپنے بندوں پر خاص انعامات فرمائے۔

(ابن جریر، خازن، مدارک، مفردات راغب)

سب سے بڑی نعمت سردارِ دوجہاں باعثِ کون ومکان رحمت للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ۔ ترجمہ : البتہ تحقیق احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنین پر کہ اُن میں اپنا رسول بھیجا۔"

احسان اعطائے نعمت پر ہی ہوتا ہے۔ باقی تمام نعمتیں انہی کا صدقہ ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا تو جس دِن یہ نعمت عظمیٰ عطا ہوئی۔ اُس دن کو یاد دلانا اور لوگوں کو بتانا کہ یہ ہے وہ دِن جس دن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر مومنوں پر بڑا احسان فرمایا۔ اِس حکم کی تعمیل ہے اور اللہ کے کسی حکم کی تعمیل کرنا بدعت نہیں بلکہ باعثِ رحمت وبرکت ہوتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۔ (قرآن مجید) ترجمہ : اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت (کے ملنے) پر چاہیئے

کہ (لوگ) خوشی کریں"۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے فضل و رحمت پر خوشی کا اظہار کرنا حکم الٰہی ہے۔ اور بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے سلسلے میں ہر جائز خوشی کا اظہار کرنا اِس آیت پر عمل ہے۔ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ ولادت منانا بدعت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل ہے۔ بلکہ قرآن سے اِس کا وجوب معلوم ہوتا ہے کیونکہ قولہٗ تعالیٰ فلیفرحوا امر کا صیغہ ہے اور احناف کے اُصول کے مطابق امر میں اصل وجوب ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کی ولادت کی خوشی سے صرف مسلمانوں کو ہی دُنیاوی و اُخروی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے بعض بڑے کفار کو بھی اِس خوشی کے فوائد سے محروم نہیں کیا۔ جیسا آگے چل کر ہم ابولھب کے متعلق بیان کریں گے کہ اُس کو بھی آپ کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے بہت بڑا اُخروی فائدہ ہوا جو آدمی صاحب کتابچہ کی طرح اِس خوشی کو بدعت قرار دیتا ہے۔ تو وہ جاہل ہونے کے باوجود ابولھب سے بھی گیا گزرا ہے۔

واذکرو نعمۃ اللہ علیکم ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی نعمت کو آپس میں یاد کرو۔ (القرآن)

یہ بات تو پہلے واضح ہو چکی اور خود خالق کائنات نے قرآن میں یہ فرما کر کہ میں نے حضور کو تمہاری طرف بھیج کر تم پر احسان عظیم فرمایا۔ یہ ثابت کر دیا کہ واقعی حضور اکرم مومنین کے لئے نعمت عظمیٰ ہیں۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک دُوسرے کے ساتھ مِل کر نعمت کا ذکر کرنے کو کہا ہے تاکہ دیگر غافل بندے بھی اِس میں شریک ہو سکیں۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جو آپ کو نعمت عطا فرمائی ہے اُس کا لوگوں کے سامنے ذکر فرماؤ!"

اور یہ بات ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ ہر بندے کی پیدائش اور وجود اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ بلکہ کتب مذہب میں ہے (الوجود عین الجود) یعنی اللہ تعالیٰ کا بندے کو وجود عطا کرنا یہ بھی ایک احسان اور بخشش ہے تو اِس آیت شریف کے ضمن میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وِلادت باسعادت کے ذکر کرنے کا امر فرمایا گیا۔ غور کا مقام ہے کہ جس چیز کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو دیا ہے۔ یہ چودھویں پندرھویں صدی کا مُلّاں عقل و علم سے کورا اللہ تعالیٰ کے غضب سے بے خوف ہو کر اِس تحدیث نعمت کو بدعت قرار دے رہا ہے۔

دیکھئے اس آئت میں نعمت ربانی کا ذکر کیسے کھلے الفاظ میں بیان کرنے کو کہا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نعمت کے ذکر بلکہ عام چرچا کرنے کا حکم دے رہا ہے اور ساتھ ہی سرورِ کونین کو نعمت عظمیٰ بھی فرما رہا ہے تو پھر حضور اکرم کے ذکر کی محافل کو روکنے والا خود سوچے کہ وہ قرآن پر عمل کر رہا ہے یا نعوذ باللہ قرآن کے حکم کے برعکس فتویٰ صادر کر رہا ہے!

جب عیسیٰ علیہ السلام سے اُن کی حواریوں نے عرض کی کہ ہمارے لئے آسمان سے مائدہ (کھانا) نازل ہو تو اُنھوں نے دُعا کی اللّٰھم اَنزِلُ علینا مائدۃ من السماء تکونُ عیداً الاولنا وآخرنا (قرآن مجید)

ترجمہ : اے اللہ ہمارے لئے آسمانوں سے ایسا مائدہ (کھانا) نازل فرما جو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو تو کھانا اُترنے کا دن اگر اگلوں اور بعد میں آنے والوں کے لئے عید ہو سکتا ہے تو یومِ ولادت باعثِ تخلیق کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بطریق اولیٰ یوم عید ہو سکتا ہے۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سُنت کی روشنی میں

حجۃ اللہ علی العالمین علامہ نبہانی نے حافظ ابن حجر کا قول نقل کرتے ہیں:

قال قد ظهر لی تخريجها على اصل ثابت وهو ما ثبت فی الصحیحین ...... الخ

ترجمہ: علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ عید میلاد النبی کا منانا اس حدیث سے ثابت ہے جو کہ مسلم و بخاری میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے "جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ وہ دسویں محرم کو روزہ رکھتے تھے۔ وجہ پوچھی گئی تو انھوں نے کہا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے لشکر فرعون کو غرق کیا ہے اور جناب موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ اس کے شکریہ کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔"

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نحن اولی بموسی منکم

ترجمہ: ہم تم سے موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ نزدیک ہیں یعنی ہم بھی روزہ رکھیں گے۔ آگے علامہ حافظ ابن حجر نے فرمایا:

یستفادُ منہٗ فعل الشکر لِلّٰہِ علی ما منَّ بہٖ فی یوم معین مِن اسداء النعمۃ وشکر اللہ تعالیٰ یحصلُ بانواع العبادات کالسجود والقیام والتلاوۃ وای نعمۃ اعظم من بروز ھٰذا النبی نبی الرحمۃ فی ذٰلک الیوم وعلی ھٰذا ینبغی ان یتحرّی الیوم بعینہٖ حتّٰی یطابق قِصّۃ مُوسٰی عَلَیہِ السلام فی یوم عاشورا۔

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام کے نجات کے دن خوشی میں شکر ادا کرنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کا حکم دینے سے یہ سمجھا گیا کہ جس معین دن اللہ نعمت دے کر احسان کرے اُس دن شکر کرنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر اقسام عبادات مثلاً سجدہ، قیام، صدقہ، نماز اور تلاوت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے

اور کونسی نعمت بڑی ہے۔ ظہور اس نبی ۔ نبی رحمت سے اس یوم میں تو اس بناء پہ لائق ہے کہ خاص بعینہٖ اُس یوم ولادت کی تحقیق کی جائے اور اُسی دن خوشی منائی جائے تاکہ موسیٰ علیہ السلام کے یوم عاشورہ کے مطابق ہو۔

خلاصہ : یہ کہ جس طرح خاص دسویں محرم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کی نجات کی خوشی اور شکر میں روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا تو اسی طرح ۱۲ ربیع الاول کو وعظ نصیحت صدقہ اور خیرات کا اصل اس حدیث پاک سے ثابت ہے۔

ناظرین! آپ خود فیصلہ کریں کہ علامہ حافظ ابن حجر شارح بخاری تو حدیث شریف مذکورہ بالا میں یہ فرمائیں کہ خاص اسی دن میں خوشی کا اہتمام کرنا چاہیئے اور اس کے مقابلہ میں ایک کم فہم اِس خوشی کو بدعت قرار دے تو کیا ہم ابن حجر کا استدلال تسلیم کریں گے یا بد مذاق کا۔

حجۃ للعالمین علامہ نبہانی رحؒ نے علامہ حافظ سیوطی کا قول نقل کیا ہے:

قال السیوطی قلت قد ظہر لی تخریجہ علیٰ اصلٍ آخر ھُو ما اخرجہ البیہقی عن انسٍ اَنّ النبیَّ صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عق عن نفسہٖ ...... الخ

ترجمہ: "امام سیوطی نے فرمایا کہ میلاد شریف کی مشروعیت اور کارِ خیر ہونے پر مجھے ایک اور دلیل معلوم ہُوئی ہے کہ بیہقی نے حضرت انسؓ سے روائت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی جانب سے عقیقہ کیا حالانکہ آپ کے دادا حضرت عبد المطلب نے آپ کا عقیقہ کیا ہُوا تھا اور دوبارہ عقیقہ نہیں کیا جاتا یعنی یہ قربانی کرنی آپ کا شکر تھا۔ اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ اللعالمین بنایا اور یہ خوشی کر کے اور اپنی ولادت پہ اظہار شکر کر کے امت کے لئے اِسے مشروع (جائز) بنایا"

فیستحب لنا ایضاً اظہار الشکر بمولدہٖ بالاجتماع واطعام الطعام۔

ترجمہ: "جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ولادت کی خوشی اور شکریہ میں قربانی کی تھی، تو ہم غلاموں کے لئے بھی آپ کے یومِ ولادت کو اظہارِ شکر کے طور پر اکٹھا ہونا اور لوگوں کو کھانا کھلانا مستحب ہے"

ناظرینِ کرام غور فرمائیں، ایک جانب علامہ ابن حجر اور علامہ سیوطی جیسے فضلاء و محققین ۱۲۔ ربیع الاول یعنی ولادت باسعادت سرورِ کونین کے دن اجتماع، عبادات اور اظہارِ سرور کو سُنت سے ثابت کر رہے ہیں اور باعث ثواب کہہ رہے ہیں اور دوسری طرف ایک نام نہاد مولوی بدعت و ناجائز کا فتویٰ دے رہا ہے۔ تو خود انصاف کریں کہ حق کس کی جانب ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن روزہ رکھتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: ذٰلک الیومُ وُلِدْتُ فیہ "یعنی اس دن میں میں پیدا کیا گیا ہوں۔ شُرّاح حدیث اس حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں کہ یہ شکریہ کا روزہ تھا تو اس حدیث شریف سے دو امر ثابت ہوئے:

امرِ اوّل: رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کو اپنی ولادت مناتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اظہارِ شکر کرتے تھے۔

امرِ دوم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معین دن کو اپنا میلاد شریف مناتے تھے تو نجدی مُلّاں کی یہ بات ازرُوئے حدیث رد ہوگئی کہ معین دِن کو میلاد شریف منانا بدعت ہے۔ اِس ظالم کو یہ خیال نہیں آیا کہ مسلمان اِس کو گوارا کر جائیں گے کہ اُن کے فعل کو مُلّا نجدی نے بدعت قرار دیا ہے لیکن مسلمان اِس کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے کہ گُستاخ مُلّا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مقدس کو بدعت قرار دے۔ اِس کا مطلب تو یہ ہُوا کہ مُنہ پھٹ مُلّا اپنے آپ کو شارع شریعت قرار دے رہا ہے۔ اور

شارع شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر بدعت کا فتویٰ دے رہا ہے۔ اِس مُلّا سے ہم پوچھتے کہ جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل تمہارے قول بدتراز بول سے بدعت قرار پایا تو اب بتاؤ سنت اور بدعت کا معیار تمہارے نزدیک کیا ہے۔ اگر نجدی مُلّا اِس کا یہ جواب دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اس دن روزہ رکھتے تھے نہ کہ مجالس میلاد منعقد اور جلوس نکالتے تھے تو اس کے دو (۲) جواب ہیں۔

جواب اوّل : ہم نے اس حدیث پاک سے معین دن پر استدلال کیا ہے جو کہ بالکل برحق ہے روزہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس دن کو اہمیت دیتے تھے اور روزہ سے مطلق عبادت مراد ہے۔ خواہ وہ روزہ ہو یا کوئی اور عبادت اور اِس کی دلیل بعد میں آئے گی نجدی مُلّا کے اِس جواب کی یُوں مثال دی جا سکتی ہے کہ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہمان کو جَو کی روٹی کھلائی تو اب کوئی نجدی مُلّا یہ کہے کہ سُنّت طریقہ صرف جَو کی روٹی کھلانا ہے اگر مہمان کو گندم کی روٹی اور گوشت کھلائے گا تو یہ بدعت ہے۔

جواب دوم : یہ جواب نجدی مُلّا کا اُس وقت ہو سکتا تھا کہ نجدی مُلّا میلاد شریف کے دِن کو روزہ رکھتا اور اعلان کرتا کہ میں بھی اس معین دن کو روزہ رکھ کر میلاد مناتا ہوں حالانکہ ایسا نہیں ہے تو اِس سے صاف ظاہر ہے کہ منکرین صرف اہل سُنّت کو یہ دن منانے سے روکنا چاہتے ہیں۔ تاکہ اِس دِن کی اہمیت ختم ہو جائے یہاں ایک اور اَمر قابلِ ذکر ہے کہ منکرین میلاد مقدس اپنی اور اپنے بچوں کی شادیاں کرتے ہیں اور اسی کے لئے تاریخ معین ہوتی ہے اور شادی کے دعوت نامے رنگ برنگ کے چھاپے جاتے ہیں اور اس کے ذریعے مہمانوں کو دِن معین حاضر ہونے کی درخواست کرتے ہیں اور کئی قسم کے کھانے پکا کر کام و دہن کے لئے لذت کا سامان تیار کرتے ہیں۔ یہاں اُن کو کبھی خیال نہیں آیا کہ ہم یہ دن کیوں معین کرتے ہیں کہ کیا قرونِ اُولیٰ

میں اس قسم کی شادیاں ہوتی تھیں ناظرین اُن سے سوال کریں کہ ان کا اُن کے پاس کیا جواب ہے " فما ھو جوابکم ھو جوابنا "، جو تمہارا جواب ہوگا وہی ہمارا جواب ہوگا۔

مخالفین کے پیشوا کا اعترافِ حقیقت

مولوی رشید احمد گنگوہی جس کو وہابی، دیوبندی اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اُن سے کسی نے پوچھا (فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل ص۱۱)

سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟

جواب: قرون ثلاثہ میں بخاری شریف تالیف نہیں ہوئی تھی۔ مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے۔ اِس کی اصل شرع سے ثابت ہے لہذا بدعت نہیں۔

قارئین مقام غور ہے اب جبکہ مولوی رشید احمد گنگوہی پیشواء علماء دیوبند نے تسلیم کرلیا ہے کہ جس چیز کی اصل شرع شریف سے ثابت ہو جائے تو وہ بدعت نہیں ہوتی تو علامہ ابن حجر اور علامہ حافظ سیوطی رحمہما اللہ جیسے فضلاء زمانہ نے میلاد مروّجہ کا اصل سنت سے ثابت کیا تو علماء دیوبند اور اُن کے حواریوں کو اپنے شیخ کے فرمودہ قاعدہ کے مطابق میلاد مروّجہ کو بدعت نہیں کہنا چاہیئے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو چیز معینہ ہیئت کے ساتھ قرونِ اُولیٰ میں نہ ہو تو وہ مطلقاً بُری نہیں۔ لہذا مُلّا نجدی کا اپنے کتابچہ میں یہ اعتراض کرنا کہ موجودہ میلاد شریف چونکہ قرونِ اُولیٰ میں نہیں تھا لہذا بدعت ہے۔ یہ اعتراض بھی ان کے گھر کے آدمی نے ردّ کر دیا در وشھد شاھدٌ من اھلھا (یعنی نجدیوں کے گھر کے آدمی نے اُن کے خلاف شہادۃ دی ہے۔

ازالۂ شبہ

اب اگر کوئی کم فہم یہ اعتراض کرے کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف جس طرح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا یوم ولادت ہے اسی طرح یوم وفات بھی ہے۔ تم اظہار سرور کرتے ہو۔ اظہار غم کیوں نہیں کرتے ؟

اس کا جواب علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے (الحاوی للفتاوی ص ۱۹۲) پر دیا ہے

" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت ہمارے لئے بہت بڑی نعمت ہے اور آپ کی وفات ہمارے لئے بہت بڑی مصیبت ہے اور شریعت مطہرہ نے ہمیں مصیبت کے چھپانے کا حکم دیا ہے اور حصول نعمت پر اظہار شکر نعمت کا حکم دیا ہے۔ جیسے لڑکے یا لڑکی کے پیدا ہونے پر عقیقے کا حکم دیا گیا ہے اور کسی کی وفات پر ذبح وغیرہ کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ جزع فزع کرنے اور آواز کے ساتھ رونے سے بھی منع کر دیا گیا ہے ۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں :

فدلت قواعد الشريعةِ علىٰ انه يحسُنُ فى هٰذا الشهر اظهار الفرح بولادتهٖ صلى الله عَلَيهِ وآله وسلم دون اظهار الحزنِ فيه بوفاتهٖ ۔ ترجمہ " قواعد شرعیہ اس چیز پر دلالت کرتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول میں اظہار خوشی کرنا یہ مستحب اور باعث ثواب ہے نہ کہ آپ کی وفات پر اظہار غم کرنا "

عیدِ میلادُ النبی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ
سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں

حضرت امام قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں : لا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلى الله عليه وسلم

ترجمہ : حضور علیہ السلام کے پیدائش کے مہینہ میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانا پکاتے رہے ہیں اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں اور ان راتوں میں انواع و اقسام کی خیرات کرتے رہے ہیں اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے آئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے مولد شریف کی قرأت کا اہتمام خاص کرتے چلے آئے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ کا فضل ہوتا رہا ہے اور اُس کے خواص سے یہ عمل مجرّب ہے کہ انعقادِ محفل میلاد اُس سال میں موجبِ امن و امان ہوتا ہے اور ہر مقصود و مراد پانے کے لئے جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنا لیا تاکہ یہ عید میلاد سخت ترین علت و مصیبت ہو جائے اُس شخص پر جس کے دل میں مرض اور عناد ہے۔

✦ تفسیر روح البیان جلد نہم ص ۵۶ علامہ اسماعیل حقی نے فرمایا:

من تعظیمہٖ عمل المولد اذا لم یکن فیہ منکرٌ قال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظہار الشکر بمولدہٖ علیہ السلام ......الخ

ترجمہ : میلاد شریف کرنا بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ایک تعظیم ہے جب وہ مُنکرات سے خالی ہو۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی وِلادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے،،

✦ لسان العیون سیرت حلبیہ میں علامہ برہان الدین حلبی نے فرمایا:

ترجمہ : ہمیشہ سے اہلِ اسلام تمام اطراف والے اور بڑے بڑے شہروں والے ربیع الاوّل شریف کے مہینے کی راتوں میں صدقات کرتے ہیں اور اِس مہینہ میں مولد شریف کی قرأت میں محافل منعقد کرتے ہیں۔"

ہم پیچھے ذکر کر آئے ہیں کہ میلاد شریف کا انعقاد حرمین شریفین کے ساتھ مختص

نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کا معمول ہے جیسا کہ مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہے۔
اب تمام اہلِ اسلام ایک طرف ہیں اور منکر میلاد دُوسری طرف ہے تو انصاف کریں حق کس جانب ہے۔

✦ تفسیر روح البیان جلد نہم صـ ۵۶ پر ہے۔

"امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محفل میلاد شریف منعقد کرنا سارے سال کے لئے باعث امان ہے اور جلد مقصد حاصل ہونے کے لئے ایک خوشخبری ہے۔

ناظرینِ کرام! علامہ قسطلانی شارح بخاری اور علامہ برہان الدین حلبی کے اِن الفاظ پر غور فرمائیں کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اہلِ اسلام کا ہمیشہ سے یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہینہ ولادت میں اظہار سرور کرتے ہیں صدقات وخیرات کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بیان کرنے کے لئے محافل منعقد کرتے ہیں تو اِن دونوں کے قول سے یہ ثابت ہُوا کہ ان چیزوں کے استحباب پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ تو اب اجماع کے خلاف کرنے والے پر مَن شَذَّ شُذَّ فی النّار یعنی جو جماعت کی مخالفت کرے گا وہ نار میں جائے گا سچا آئے گا۔ امام ابن جوزی، امام قسطلانی شارح بخاری اور علامہ سید برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہم کے فرمان پر غور کرنے سے یہ چند امور معلوم ہُوئے:

۱ : ماہ میلاد (ربیع الاوّل) میں انعقاد محفل اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔

۲ : کھانے پکانے کا اہتمام، انواع واقسام میں خیرات وصدقات ماہ میلاد کی راتوں میں اہل اسلام ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔

۳ : ماہ ربیع الاوّل میں خوشی ومسرت کا اظہار مسلمانوں کا شیوہ ہے۔

۴ : ماہ میلاد کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنا مسلمانوں کا پسندیدہ طریقہ چلا آیا ہے۔

۵ : ماہ ربیع الاوّل میں میلاد شریف اور قرأت میلاد پاک کا اہتمام خاص کرنا مسلمانوں کا محبوب طرز ہے۔

۶ : میلاد کی برکتوں سے میلاد کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل عمیم ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آیا ہے۔

۷ : محفل میلاد کے خواص سے مجرب خاصہ ہے کہ جس سال محافل میلاد منعقد کی جائیں وہ تمام سال امن وامان سے گزرتا ہے۔

۸ : انعقاد محافل میلاد مطلب پانے کے لئے بشریٰ عاجلہ (جلد آنے والی خوشخبری) ہے

۹ : میلاد پاک کی راتوں کو عید منانے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے اہل ہیں)

۱۰ : ربیع الاوّل شریف میں میلاد پاک کی محفلیں منعقد کرنا اور ماہ میلاد کی ہر رات کو عید میلاد منانا اُن لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور بغض رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری ہے۔

علامہ ابن حجر کی عبارت میں گزر چکا ہے کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کا شیوہ ہے اور جن کے دل میں بغض وعناد ہے ان کے لئے بہت بڑی مصیبت ہے۔ اب ناظرین خود انصاف کریں کہ عناد انہی لوگوں کے دل میں ہے جو اس میلاد مقدس کے منکر ہیں جیساکہ آج کل کا اناڑی مُلاں جس کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ اُس نے اپنے رسالہ میں اس عبادت کو بدعت قرار دیا ہے اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ ہم اہل سنت جو میلاد شریف مناتے ہیں تو اس کا اصل مقصد تو اظہار خوشی اور اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے لیکن اس کے ساتھ ہمارا یہ بھی مقصد ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بغض و عناد ہے ہر سال ان کے دل جلتے رہیں کیونکہ معاند کا دل جلانا بھی ایک عبادت ہے جیساکہ جہاد میں کفار کو قتل کیا جاتا ہے۔

ولادت باسعادت پر خوشی کا فائدہ

✦ بخاری شریف میں آتا ہے: "فلما مات ابولھب اُریہ بعض اھلہ.........الخ" ترجمہ: "کہ جب ابولھب مرا تو اُس کے گھر والوں (عباس رضی اللہ عنہ) نے اُس کو خواب میں بُرے حال میں دیکھا پوچھا کہ کیا گزری ابولھب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی ہاں مجھے اس انگلی سے پانی ملتا ہے جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ کیونکہ میں نے انگلی کے اشارے سے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔"

✦ علامہ امام ابن الحجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فتح البخاری جلد نہم ص ۱۱۸ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے روز ہوئی اور آپ کی ولادت کی خوشخبری ثویبہ نے آکر ابولہب کو سُنائی تو ابولہب نے اُس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا۔

✦ علامہ سیوطیؒ نے الحاوی للفتاویٰ ص ۱۹۴ پر نقل فرمایا:

"کہ میں نے امام القراء حافظ شمس الدین ابن الجزری کی کتاب التعریف بالمولد الشریف" میں لکھا دیکھا ہے کہ ابولہب کو موت کے بعد دیکھا گیا اُس کو کہا گیا کہ کیا حال ہے تیرا۔ تو اُس نے کہا کہ دوزخ میں ہوں مگر یہ کہ سوموار کی رات کو میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی آتا ہے اور اُس کو چُوستا ہوں مجھے عذاب سے تخفیف ہو جاتی ہے اور تحقیق یہ اس لئے کہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا جس وقت اُس نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دی تھی اور ثویبہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا پس جس وقت ابولھب کافر جس کی مذمت میں قرآن حکیم کی پوری سورت اُتری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت والی رات

خوشی کرنے سے بدلہ دیا گیا۔ تو کیا حال ہے مسلمان مواحد کا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد شریف پر خوش ہو اور جو اُس کی طاقت میں ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں خرچ کرے۔ مجھے اپنی عمر کی قسم ایسے شخص کا اللہ کی جانب سے بدلہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل عمیم سے جناتِ نعیم میں میں داخل کرے“

✦ شاہ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوت میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ”دریںجا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولھب کہ کافر بود چوں بسرور میلاد آنحضرت و بذل شیر جاریہ بجہت آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ مملو است بمحبت و سرور و بذل مال در روے چہ باشد و باید کہ از بدعت ہا کہ عوام احداث کردہ اند تغنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد۔

ترجمہ: اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لئے روشن دلیل ہے جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولھب کافر تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی اور دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اُس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو حضور کی ولادت کی خوشی میں بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے لیکن چاہیے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں گانے اور حرام باجوں وغیرہ سے خالی ہو“

تو دیکھئے علامہ سیوطی اور ابن جوزی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے بلند پایہ محدث ابولھب کے واقعہ کو میلاد شریف کرنے والوں کے لئے دلیل بنا رہے ہیں کہ جب ایک کافر کو خوشی ولادت صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ پہنچا ہے تو ایک مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا خوشی ولادت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت

سے کیسے محروم رہ سکتا ہے لیکن افسوس ہے اُن نام نہاد مسلمانوں اور مولویوں پر کہ جن کو خود تو خوشی ولادت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی توفیق حاصل نہیں ہو سکی لیکن اُلٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت کی خوشی کرنے والے دُوسرے لوگوں پر طرح طرح کی طعن بازی اور تنقید کرتے ہیں۔ شیخ عبدالحقؒ کی مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہُوا کہ ولادت پاک کا ذکر اور اظہارِ سرور صدقات وخیرات بدعت نہیں ہیں بلکہ شیخ نے بدعت اُن چیزوں کو کہا ہے جو شرع شریف کے خلاف ہیں جیسے حرام باجے اور ڈھول بھنگڑے وغیرہ جن کو ہم بھی ناجائز کہتے ہیں۔

ابولہب کے قصّے کو مستند محدثین نے نقل کیا ہے خصوصاً امام بخاری کا حوالہ گزر چکا ہے اس قصہ سے چند امور ثابت ہوتے ہیں:

امر اوّل: معین دن کو جس میں ولادت ہُوئی اظہار خوشی کرنا کافروں کے لئے بھی نافع اور رحمت کا سبب ہے کیونکہ ابولہب نے معین دن کو اظہار خوشی کی تھی۔

امر دوم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی ولادت کی خوشی میں روزہ رکھتے تھے جیساکہ پہلے گزر چکا ہے اور روزہ عبادت بدنی ہے اور ابولہب کو جس اظہار خوشی کے سبب عذاب سے تخفیف ہُوئی وہ لونڈی کا آزاد کرنا ہے جس کا تعلق مال سے ہے تو معلوم ہُوا کہ ولادت کی خوشی میں عبادت بدنی اور مال خرچ کرنا دونوں سودمند اور باعث رحمت ہیں تو ہم نے جو حدیثِ صوم کے ماتحت پہلے ذکر کیا ہے کہ صوم کی خصوصیّت نہیں ہے مقصد مطلق اظہارِ خوشی ہے یہ ثابت ہوگیا۔

امر سوم: ابولہب کافر تھا اور کافر کا فعل عبادت نہیں ہے لیکن باوجود اس کے پھر بھی ابولہب کو اظہار خوشی کی وجہ سے عذاب سے تخفیف ہُوئی تو معلوم ہُوا کہ ولادت کی خوشی میں ایسا فعل کرنا جو عبادت نہیں ہے تو بھی باعثِ رحمت ہے بشرطیکہ شرع شریف میں اس کی منع نہ ہو تو مسلمان میلاد شریف کے موقع پر جو مال خرچ کرتے

ہیں یہ یقیناً عبادت ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ سے اجرِ عظیم کی اُمید رکھنا مسلمان کا شیوہ ہے۔

امرِ چہارم : قرآن پاک میں ہے (لا یخفف عنھم العذاب) یعنی کفار کے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی حالانکہ ابولہب کافر تھا اور اُس کے عذاب میں تخفیف ہُوئی تو بظاہر ابولہب کا قصّہ قرآن پاک کے خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن مستند شراحِ حدیث میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا بلکہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس کو درج کر کے اس کی صحت پر مہر ثبت کر دی ہے اور علماء نے شفاعت کے اقسام میں اس بظاہر مخالفت کا یہ جواب دیا ہے لا یخفف عنھم العذاب۔ یہ ایک ضابطہ اور قانون ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے کہ کسی کافر کے عذاب میں تخفیف کرا سکتے ہیں۔

امرِ پنجم : منکرین کے دل میں چونکہ بغض و عناد ہے لہٰذا وہ قصّہ ابولہب کا یہ جواب دیتے ہیں کہ میلاد میں اظہارِ خوشی ابولہب کی سُنّت ہے تو محدّثین مذکورہ بالا کی عبارت سے اس کا رَدّ بھی واضح ہو گیا کہ جب اظہارِ خوشی میں کافر کو بھی فائدہ ہو گیا تو مسلمان کو بطریقِ اولیٰ ہو گا اس طرزِ استدلال کو دلالۃ النص کہتے ہیں۔

✦ درالثمین میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں (جن کا نام نامی محتاجِ تعارف نہیں)

میرے والد ماجد نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد شریف کے دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکواتا تھا۔ ایک سال سوائے بھنے ہُوئے چنوں کے اور کچھ میسّر نہ آیا تو وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ بُھنے ہُوئے چنے آپ کے رُوبرو پڑے ہیں اور آپ بہت ہی مسرور اور خوش ہیں"۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے اس فرمان سے نہ صرف شاہ عبدالرحیم (والد شاہ ولی اللہ) کا یوم ولادت خوشی کرنا ثابت ہوا بلکہ اتنے بڑے عارف کی زبانی اس

فعل کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں مقبولیت کا بھی یقین حاصل ہو گیا اور صرف شاہ عبدالرحیم صاحب ہی سے ولادت باسعادت کی خوشی منقول نہیں ہے بلکہ شاہ ولی اللہ سے بھی یوم ولادت سرور کونین مقام ولادت میں جاکر محفل میلاد میں شریک ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ فیوض الحرمین ص۲۷ پر شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ

میں مکہ معظمہ میں میلاد کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد شریف میں تھا۔ اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ کا ذکر کرتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت آپ سے ظاہر ہوئے تھے میں نے اس مجلس میں انوار و برکات دیکھے"

تو شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے نہ صرف معین یوم ولادت میں مجلس میلاد میں شامل ہونا ثابت ہوا بلکہ اُن کے فرمان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ محافل میلاد میں اللہ کی جانب سے انوار و برکات نازل ہوتے ہیں لیکن ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ سعادت اُن بدنصیبوں کو کب حاصل ہو سکتی ہے جن کے دلوں میں بغض مصطفی کی بیماری ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ وہ اور ان کے والد بزرگوار رحمہما اللہ تعالیٰ صرف میلاد شریف کے قائل ہی نہیں تھے بلکہ اس کو باقاعدگی سے مناتے بھی تھے اگر زیادہ مال خرچ کرنے کی وسعت نہیں ہوتی تھی تو جو میسر ہوتا تھا مثلاً بھنے ہوئے چنے تو اسی پر اکتفا کرتے تھے اور یہ سب چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا سبب ہوتی تھیں تو اس فعل سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میلاد کے دن اظہار خوشی روزہ رکھنے کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ صدقہ عبادۃ مالی بھی باعث سعادت ہے اور نیز یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ برصغیر کے تقریباً تمام علماء اہل سُنت کا سلسلہ حدیث شریف حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت

شاہ عبدالرحیم صاحب کے واسطے سے اُوپر کو جاتا ہے۔ یہ بے باک مُلاّں جو میلاد شریف کو بدعت قرار دیتا ہے اس کا اور اس کے آباؤ اجداد کا سلسلہ حدیث شریف بھی اس دھلوی خاندان کی طرف جاتا ہے تو ہم اس مُلاّں سے پُوچھتے ہیں کہ تم نے یہ عقیدہ کہاں سے سیکھا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے (از کہہ بریدی وبکہ پیوستی) یعنی ذرا سوچ تو کس سے کٹ رہا ہے اور کس سے رشتہ جوڑ رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بالا مُلاّں اور اس کے ہم مشرب محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار ہیں اور علامہ شامی نے اس نجدی کو خوارج سے بتلایا ہے تو یہ منکرین خوارج ہیں نہ کہ اہلسنت۔ فتاویٰ عبدالحئی ص۴۴ "در اینجا دو مقدمہ حاصل شدند اوّل اینکہ ذکر المولد فرد من افراد نشر العلم و دوم کل فرد من افراد نشر العلم مندوبٌ نتیجہ برآمد ذکر المولد مندوبٌ۔

ترجمہ: حضرت علامہ مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی ؒ میلاد مروجہ کے متعلق فرماتے ہیں: "اس مقام پر دو مقدمے ہیں۔ جن سے قیاس مرکب ہو کر نتیجہ برآمد ہو رہا ہے۔ مقدمہ اوّل: ذکر مولد فرد ہے افراد پھیلانے علم سے۔

مقدمہ دوم: اور ہر فرد افراد پھیلانے علم سے مستحب ہے تو نتیجہ برآمد ہُوا کہ ذکر ولادت مستحب ہے،، آگے فرماتے ہیں: برہمیں مسلک فقہاء متبحرین واہل افتاء و مستنبطین مثل ابوشامہ، حافظ ابن حجر، سیوطی و شامی، وامثال آنہا، رفتہ اند وحکم بندب ذکر مولد دادہ اند۔

ترجمہ: ذکر میلاد شریف قاعدہ شرعیہ کے نیچے آتا ہے تو اس طریقہ پہ فقہا متبحرین اور بڑے بڑے مفتی جو کہ مسائل کو قرآن وحدیث سے معلوم کرتے ہیں مثلاً حافظ ابن حجر، سیوطی، شامی اور اسی طرح کے دوسرے فقہا اسی جانب گئے ہیں اور اُنھوں نے ذکر میلاد کے مستحب ہونے کا حکم دیا ہے۔

✦ شفاء السائل میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے اُستاد شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی فرماتے ہیں: "وحق آنست کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وسرور وفاتحہ نمودن یعنی ایصال ثواب بر روح پر فتوح سید الثقلین از کمال سعادت انسان است"۔ ترجمہ: اور یہ حق ہے کہ حضور کی ولادت کے ذکر کرنے میں اور فاتحہ پڑھ کر آپ کی روح پُر فتوح کو ثواب پہنچانے میں اور میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی انسان کی کامل سعادت ہے"۔

فاکہانی مالکی کا قول مردود

ناظرین! آپ اس سے قبل پڑھ چکے ہیں کہ امام قسطلانی شارح بخاری، امام المحدثین حضرت علامہ سیوطی رح، علامہ اسماعیل حقی صاحب رح۔ تفسیر روح البیان، سید المتقدمین حضرت علامہ ابن حجر رح، علامہ برہان الدین حلبی، امام ابن جوزی، امام ابن الجزری، شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح، شاہ ولی اللہ صاحب رح محدث دہلوی اور حضرت علامہ عبد الحیٔ صاحب رح لکھنوی مروجہ میلاد شریف کو مستحب اور باعثِ صد خیر و برکت تحریر فرما رہے ہیں اور علماء دیوبند کے پیر و مرشد عارف کامل شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف مروجہ محفل میلاد شریف کو مستحب سمجھتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں "کہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں"۔

تو اب صاحب کتابچہ کی بے مائیگی اور عدم بصیرت کو ملاحظہ فرمائیے کہ مروّجہ میلاد شریف کو بدعت اور ضلالت کہہ رہا ہے اور اپنے اس باطل دعویٰ کی دلیل میں صرف ایک فاکہانی مالکی کا قول پیش کر رہا ہے۔ اس سے بے خبر ہے کہ اس قول باطل کو صدیوں پہلے علماء متقدمین ٹھکرا چکے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد استخرج لہٗ الحافظ ابن حجر اصلاً من السنۃ وکذا الحافظ السیوطی وردّا علی الفاکہانی المالکی فی قولہٖ اِنّ عمل المولد بدعۃٌ مذمومۃٌ" ترجمہ: حافظ ابن حجر اور علامہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہما نے میلاد شریف کا اصل سُنت سے ثابت کیا ہے اور فاکہانی مالکی جس نے میلاد شریف کو بدعت مذمومہ کہا تھا۔ دونوں نے اُس کا رد کیا ہے"

توجب دلیل مردود ہے تو دعویٰ کے مردود باطل ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

فتاوی عبد الحیٔ ص۴۵

مولانا عبد الحیٔ صاحب لکھنوی مجموعہ فتاویٰ ص۴۵ پر فرماتے ہیں:

"حاصل مرام وملخص مقام اینکہ ذکر مولد فی نفسہٖ امر است مندوب خواہ بسبب وجود او در خیر الازمنہ یا بسبب اندراجش زیر سند شرعی وکسے ندلش را منکر نشدہ مگر یک طائفہ قلیلہ کہ رب النوع آں طائفہ تاج الدین فاکہانی مالکی است واو را طاقتے نیست کہ مقابلہ بعلمائے مستنبتین کہ فتویٰ بندب ذکر مولد دادہ اند کند پس قولش درایں باب معتبر نیست۔

"یعنی خلاصہ مقصود اور مقام کا یہ ہے کہ ذکر میلاد شریف فی نفسہٖ ایک امر مستحب ہے۔ پہلے زمانے میں اس کے ہونے کی وجہ سے یا بسبب قاعدے شرعیہ کے نیچے داخل ہونے کے اور اُس کے استحباب کا کوئی بھی منکر نہیں بغیر ایک چھوٹے سے گروہ کے کہ جن کا سردار تاج الدین فاکہانی مالکی ہے اور اُس کو یہ طاقت حاصل نہیں ہے کہ وہ مقابلہ کرے اتنے بڑے علماء کا جنہوں نے ذکر میلاد کے استحباب کا فتویٰ دیا تھا پس اُس کے قول کا اِس باب میں کوئی اعتبار نہیں ہے"

مولوی عبدالحئی صاحب تو فرمائیں کہ فاکہانی کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور صاحب کتابچہ اس قول غیر معتبر کو اپنے دعویٰ کی دلیل بنا کر گویا خود ہی اپنے دعویٰ کے غیر معتبر ہونے کا اقرار کر رہا ہے۔

تو مذکورہ بالا تحریرات سے ثابت ہُوا کہ علماء احناف و محدثین مثلاً شیخ محقق دہلوی شاہ عبدالرحیم اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہم اللہ اور علامہ شامی اور علامہ عبدالحئی لکھنوی اور محدثین شافعیہ مثلاً علامہ ابن حجر اور علامہ سیوطی رحمہم اللہ یہ سب لوگ میلاد مقدس کو مستحب جانتے ہیں اور خیر و برکت کا ذریعہ گردانتے ہیں لیکن حیف ہے اِس مُلّاں پر جو کتابچہ کا مصنف ہے کہ اِس نے اِس سوادِ اعظم کو چھوڑ کر ایک مالکی اور فرقہ قلیلہ کی دُم پکڑ لی ہے۔ یہ اس امر پہ دلالت کرتا ہے کہ اِس شخص کے دل میں کتنا بغض و عناد ہے کہ اپنے آپ کو حنفی المذہب ظاہر کرتا ہے۔ لیکن احناف کے خلاف فتویٰ صادر کرتا ہے۔ اِس دعویٰ پہ اس کو شرم آنی چاہیئے۔ حدیث شریف میں ہے: اتبعوا سواد الاعظم ید اللہ علی الجماعۃ یعنی علماء کے بڑے گروہ کی اتباع کرو اور جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے تو مذکورہ بالا مُلّا سواد اعظم سے بھی خارج ہے۔ اور اِس پہ اللہ کا ہاتھ نہیں ہے تو پھر شیطان کا ہاتھ ہوگا! اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ شخص صالحین کے پیچھے لٹھ لے کر نہ دوڑتا علامہ میر سید شریف نے فرمایا ہے کہ بعض لوگ صالحین کی مخالفت صرف اِس لئے کرتے ہیں کہ عوام سمجھیں کہ یہ کوئی بڑا مُلّاں ہے کہ اتنے بڑے اکابرین کے ساتھ ٹکر لیتا ہے۔ نیز مولانا عبدالحئی صاحبؒ کی عبارت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ میلاد مقدس کا انعقاد قرونِ اُولیٰ میں ہوتا تھا۔ تو اب بے باک مُلّا کا یہ قول بھی باطل ہُوا کہ میلاد مقدس قرونِ اولیٰ میں نہیں تھا۔ صدیوں بعد پیدا ہُوا ہے، البتہ یہ بات دُرست ہے کہ میلاد مقدّس کو لوگوں نے مختلف طریقوں سے منایا ہے جیسا کہ

مثلاً مساجد کی تعمیر ہے کہ نفس مسجد کی تعمیر تو قرونِ اُولیٰ میں ہوئی لیکن اُس کی صورتیں ہر زمانے میں بدلتی رہیں تو اب کوئی جاہل یہ نہیں کہہ سکتا کہ موجودہ مساجد بدعت ہیں۔

بدعت کے متعلق اوہام کا قلع قمع

کسی اہم مسئلہ پر قلم اُٹھانا ہر کہ و مہ کا کام نہیں ہے بلکہ اُس کے لئے کامل علم، وُسعت مطالعہ اور اہلِ علم کی خدمت میں تہہ زانو تہہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ کم علم غیر محتاط آدمی پر "نیم مُلّاں خطرہ ایمان" والا مقولہ صادق آئے گا۔ بعض لوگوں کا یہ وطیرہ بن چکا ہے کہ جو بھی فعل اُن کے مزاج کے موافق نہ آئے اُس پر بلا سوچے سمجھے بدعت کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ دراصل وہ بدعت کے صحیح مفہوم سے ہی نا آشنا ہیں۔ چنانچہ صاحب کتابچہ نے لکھا "جو کچھ اُنھوں (حضورِ اکرم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما) نے قولاً فعلاً کیا ہے۔ اُس کے خلاف کرنا بے دینی اور بدعت ہے۔"

✦ ابن ماجہ و مسلم دونوں میں ایک حدیث شریف آتی ہے۔

من سن سنۃً حسنۃً فعمل بہا کان لہ اجرہا و مثل اجر من عمل بہا لا ینقص من اجورھم۔

ترجمہ: "جو شخص اسلام میں کوئی بہتر طریقہ جاری کر کے اس پر عمل کرے تو اُس کو اُس اچھے طریقے کا ثواب ملے گا اور جن لوگوں نے اُس طریقے پر عمل کیا اُس کا بھی پہلے شخص کو ثواب ملے گا۔ اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کوئی نقصان نہیں ہوگا!"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دین میں کسی اچھے نئے کام کو حسنہ نیکی اور باعث ثواب فرما رہے ہیں اور مولوی صاحب ایسے کام کو بدعت اور بے دینی کہہ رہے ہیں۔ من سن سنۃً حسنۃً سے واضح ہے کہ یہ کام نیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ سے قولاً یا فعلاً ثابت نہیں ہے۔ لیکن جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نیک

کام اور باعث ثواب فرما رہے ہیں اور مولوی صاحب مذکور ایسے کام کو بے دینی کہہ رہے ہیں۔ تو یہ قول باطل کہاں جا کے ٹکرایا؟

صاحب کتابچہ لکھتا ہے: "بدعت کوئی معمولی اور ہلکی برائی نہیں ہے جسے نظرانداز کر دیا جائے بلکہ یہ تو اپنی فطرت اور مزاج سے ضلالت ہی ضلالت واقع ہوئی ہے۔"

مولوی صاحب! ہر بدعت کو ضلالت کہنا یہ تمہاری کم علمی، کم فہمی اور خود اپنی ضلالت کی دلیل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صلاۃ تراویح کے متعلق فرمایا:

نعمت البدعۃ ھٰذہٖ "یہ اچھی بدعت ہے"

اب نماز تراویح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدعت فرما رہے ہیں۔ مولوی کہتا ہے کہ بدعت کے مزاج اور فطرت میں ضلالت ہی ضلالت ہے تو میں مولوی سے پوچھتا ہوں کہ بیداری کی حالت میں یہ جملہ کہہ رہا ہے یا خواب میں کیونکہ اُس کا فتویٰ تو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی معاف نہیں کر رہا۔ اور نیز صاحب کتابچہ کی بے علمی ملاحظہ ہو کہ موجودہ تراویح کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بدعت قرار دے رہے ہیں اور یقیناً یہ سچ ہے اور صاحب کتابچہ اور اُس کے آبا و اجداد سب یہ مروجہ تراویح پڑھتے چلے آ رہے ہیں تو جب بدعۃ کے مزاج میں گمراہی ہے تو بقول صاحب کتابچہ اس کے آباواجداد اور یہ خود گمراہ ٹھہرے اس کو کہتے ہیں۔ جادو وہ ہے جو سر چڑھ بولے، دیکھو صاحب کتابچہ دُوسرے مسلمانوں کو گمراہ کہہ رہا ہے۔ حالانکہ اپنے فتویٰ کے مطابق خود گمراہ ہے۔ اس کو کہتے ہیں (چاہ کن را چاہ در پیش) یعنی جو دوسروں کے لئے کنواں کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے۔

حاشیہ ابن ماجہ شاہ عبدالغنی

قال فی النھایۃ البدعۃ بدعتان بدعۃ ھُدیٰ و بدعۃ ضلال. فما

کان فی خلافِ ما امر اللہ و رسولہٗ فھو فی حیز الزم وما کان واقعاً تحت عمومِ ما ندب اللہ و رسولہ فھو فی حیز المدح ۔

ترجمہ : النھایۃ " میں ہے کہ بدعت دو قسم ہے ۔ بدعت ہُدیٰ (حسنہ) اور بدعت ضلال (سیئہ) جو بدعت اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ہو (گرانے والی ہو) وہ بدعت مذمومہ اور بُری ہے اور وہ بدعت کہ عمومات قرآنیہ یا عموماتِ فرمانِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اُنھوں نے مستحب فرمایا ہے کے نیچے آجائے تو وہ باعثِ تعریف اور ثواب ہوتی ہے وہ اچھا کام کہ جس کی زمانہ سابق میں مثال موجود نہ ہو مثلاً کسی خاص قسم کا جود و سخا یا اور کوئی نیکی کا کام تو وہ افعال محمودہ سے ہوگا اور اس کو خلاف شرع کہنا جائز نہ ہوگا ۔ اب اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ ایسے کام کو خلاف شرع کیوں نہیں ہوں گے ۔ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد جعل فی ذلک ثواباً فقال من سن سنۃً حسنۃً فلہ اجرھا واجر من عمل بھا " ایسے نیکی کے کام کو خلاف شرع اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی نیا اچھا کام کرے ۔ اُس شخص کو اس نیک کام کا ثواب ہوگا اور دوسرے کرنے والے کا بھی اُس کو ثواب ہوگا ۔ معلوم ہُوا مطلقاً بدعت کو ضلالت کہہ دینا یہ عظیم غلطی ہے اور کُتب مذہب سے ناواقفیت اور حماقت ہے ۔

٭ صاحب کتابچہ لکھتے ہیں ۔ بدعت کوئی ہلکی اور معمولی بُرائی نہیں حالانکہ مرقاۃ شریف میں حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جن کو علمائے دیوبند بھی ایک بلند پایہ محدث اور محقق مانتے ہیں فرماتے ہیں " البدعۃ اما واجبۃ کتعلم النحو ۔ وتدوین علوم فقہ ..... الخ یعنی یا تو بدعت واجب ہوتی ہے جیسے علم النحو کا سیکھنا اور اصُول فقہ کا جمع کرنا یا حرام ہوتی ہے جیسے جبریہ کا مذہب یا مستحب ہوتی ہے جیسے کہ مسافر خانوں اور مدرسوں کا ایجاد کرنا اور ہر وہ اچھی چیز

جو پہلے زمانے میں نہ تھی مثل جماعت عامہ کے ساتھ تراویح یا مکروہ ہوتی ہے۔ جیسے مسجدوں کو فخریہ طور پر زینت دینا اور ناجائز جیسے کہ فجر کی نماز کے بعد مُصافحہ کرنا اور عُمدہ عُمدہ کھانوں اور شربتوں میں وسعت کرنا،،

ناظرین کرام! غور فرمائیں، مُلّا علی قاری صاحب شرعی طور پہ بدعت کو پانچ قسم بنا رہے ہیں جن میں سے واجب، مستحب اور جائز بھی ہے تو اب صاحب کتابچہ کا کہنا کہ بدعت کی فطرت میں ضلالت ہی ضلالت ہے تو اب کیا علم نحو پڑھنے اور اصول فقہ جمع کرنے اور تراویح کی نماز با جماعت ادا کرنے پر ضلالت کا فتویٰ صادر کریں گے؟ جراُت تو تب ہے کہ اپنے قاعدہ کے مطابق کہہ دیں کہ تمام افعال ضلالت ہیں۔ مقام غور ہے کہ جب مطلقاً بدعت کو ضلالت کہہ دیا تو بعض وہ افعال جو کرنے واجب تھے اُن پر ضلالت اور گناہ ہونے کا حکم صادر ہو گیا۔ اس کی تو ایسی ہی مثال ہے کہ کوئی کہہ دے نماز وتر پڑھنا گمراہی ہے۔ اُردو کے رسائل کا مطالعہ کر کے سستی شہرت حاصل کرنے کے جنون کا آخر یہی نتیجہ ہوتا ہے۔

نیز ملا علی قاری صاحب نے بنائے مدارس کو بھی بدعت سے شمار کیا ہے تو کیا صاحب کتابچہ اپنے مدارس کو بوجہ بدعت ہونے کے گرا دیں گے اور کہیں گے کہ ایجاد مدارس ضلالت ہے۔

* فقہ کی مایۂ ناز کتاب ردالمحتار شامی۔ میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الصلوٰۃ باب الامامت میں فرماتے ہیں۔

ای صاحب بدعۃ محرمۃ و الا فقد تکون واجبۃ ...... الخ

ترجمہ: "حرام بدعت کے مرتکب کے پیچھے نماز مکروہ ہے ورنہ بدعت کبھی تو واجب ہوتی ہے جیسے دلائل قائم کرنا اور علم نحو سیکھنا اور کبھی مستحب جیسے مسافر خانے اور مدرسے بنانا اور ہر وہ اچھی چیز جو کہ پہلے زمانہ میں نہ تھی، اس کا ایجاد کرنا اور کبھی

مکروہ جیسے مسجدوں کی فخریہ زینت اور کبھی مباح جیسے عمدہ کھانوں اور شربتوں اور کپڑوں میں وسعت کرنا،،

دیکھو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض بدعات کو واجب، بعض کو مستحب، بعض کو مباح فرمایا تو اب صاحب کتابچہ ہر بدعت کو ضلالت کہنے والے کا عدالت شرعیہ اور حضور علماء میں کیا حشر ہوگا جو یہ راگ الاپ رہا ہے کہ بدعت کوئی معمولی اور ہلکی برائی نہیں ہوتی کہ جس کو نظر انداز کر دیا جائے یعنی ہر بدعت پہ بڑی بُرائی ہونے کا حکم لگا رہا ہے۔ حالانکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ بعض بدعات واجب ہوتی ہیں۔ اب انصاف ناظرین پہ ہے کہ اعتبار بڑے بڑے فضلاء محققین زمانہ کی بات پہ ہے یا ایک نام نہاد مولوی جس کو علماء کی صف میں داخل کر کے علماء کی اہانت کرنا ہے کے قول پہ ہے۔ تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ اعتبار محققین زمانہ کے قول پہ ہے۔

افادہ

لغت میں بدعت نئی چیز کو کہتے ہیں جیسے قرآن میں ہے "قل ما کنت بدعًا من الرُسل،، فرمائیے میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا نام ہے "بدیع،، یعنی وہ صانع جس نے اپنی قدرت سے ایسی نئی ایجادیں فرمائیں کہ جن کی مثال کا ملنا ناممکن ہے تو دین میں ہر اچھے نئے کام پہ اگرچہ بدعت لغوی کا اطلاق تو ہو سکتا ہے لیکن یہ کہہ دینا کہ بدعت کی فطرت میں ضلالت ہی ضلالت ہے اور ہر بدعت کو ضلالت ہی ضلالت کہنا یہ قول باطل اور مردود ہے جیسے کہ سابقہ تحقیق سے واضح ہو چکا ہے۔

اب آئیے اصل مقصد کی طرف۔ صاحبِ کتابچہ لکھتے ہیں "مروجہ محفل میلاد

اور مجلس مولود اور چیز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس ذکر ولادت اور شئی ہے۔ اوّل بدعت ہے اور ثانی پسندیدہ اور محبوب امر ہے'' جب میلاد مروجہ کا اصل قرآن پاک و سنت اور اقوال سلف صالحین سے ثابت ہو چکا ہے اور محققین زمانہ نے فرمایا: لا زال اهل الاسلام ..... آخرہ۔ یعنی ہمیشہ سے اہلِ اسلام اظہار سرور اور صدقات و خیرات کرتے آئے ہیں تو اب میلاد شریف کو بدعت کہنا اظہار بغض باطن اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ اب آئیے صاحبِ کتابچہ کی مذکورہ بالا عبارت کی جانب اوّل بدعت اور ثانی پسندیدہ اور محبوب امر ہے۔ بندہ مستند کتابوں کے حوالہ سے ثابت کر چکا ہے کہ بدعت پانچ قسم ہے۔ واجب، حرام مستحب مکروہ اور مباح تو محبوب امر اور مباح یہ تو بدعت کلی کی ایک قسم ہے اور بدعت مقسم ہے تو صاحب کتابچہ کی علمیت کی داد دینی چاہئیے کہ مقسم کو اپنے قسم کے مقابلہ میں ذکر کر کے تقسیم بنا رہا ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ لفظ ایک کلمہ ہوتا ہے اور ایک اسم۔ اسم تو ایک قسم ہے کلمہ کی اور کلمہ مقسم ہے تو مقسم اپنے قسم کے مقابلہ میں کس طرح ذکر ہو سکتا ہے۔ نیز صاحب کتابچہ نفسِ ذکرِ ولادت باسعادت کو پسندیدہ اور محبوب امر کہہ رہا ہے اور آگے لکھتا ہے کہ ''ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کوئی کافر ہی منع کر سکتا ہے''

ناظرین اب صاحب کتابچہ کا مذکورہ بالا قول بخوبی یاد رکھیے اور سنئے ان کے قبلہ و کعبہ پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کیا فرماتے ہیں (فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صـ ۱۴۵)

مسئلہ: محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف و گزاف اور روایات موضوعہ کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے!

سمجھے کچھ ناظرین! سائل پوچھتا ہے کہ اگر روایات صحیحہ کا بیان ہو روایات موضوعہ

کاذبہ نہ ہوں تو ایسی محفل میں شریک ہونا کیسا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں ناجائز ہے۔ اب صاحب کتابچہ کا فتویٰ پڑھئے کہ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منع تو کافر ہی کرسکتا ہے۔ بہرحال ہم کچھ نہیں کہتے۔ یہ مرید و مرشد کے گھر کا معاملہ ہے وہ خود جانیں۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صا ۱۰۱

مسئلہ: انعقادِ محفل میلاد۔ بدون قیام بروایات صحیحہ درست ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب: انعقاد محفل مولود ہر حال ناجائز ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں! مولوی رشید احمد صاحب ذکر ولادت باسعادت کو اگرچہ بروایات صحیحہ ہو اور قیام بھی نہ ہو کو ناجائز کہہ رہے ہیں اور اُدھر صاحب کتابچہ کا یہ فقرہ بھی دہرائیں کہ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کافر ہی منع کرسکتا ہے۔ اب بے چارے سادہ لوح عوام کدھر جائیں اگر مصنف کتابچہ کی مانیں تو گنگوہی صاحب کا دامن ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اگر گنگوہی صاحب کی مانیں تو صاحب کتابچہ سے سلسلہ منقطع ہوتا ہے۔

کسی شاعر نے ایسے ہی موقع پر کہا ہے۔

؎ دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

تاریخ ولادت کے متعلق ازالہ شبہ

صاحب کتابچہ لکھتا ہے "صحیح تاریخی روایات کی بنیاد پر آپ کی پیدائش ۱۲ ربیع الاوّل کو نہیں بلکہ ۹ ربیع الاوّل کو ہُوئی۔

تو یہ بھی منکرین شانِ رسالت اور مانعین محافلِ ولادت باسعادت کا ایک نیا حربہ

ہے کہ جب ہم تاریخ ولادت میں اشتباہ ڈالیں گے تو غلامانِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دام تزویر میں آکر اپنے پیارے آقا و مولیٰ کی ولادت باسعادت پر خوشی منانی صدقات وخیرات کرنے اور اجتماعات ترک کردیں گے اور ہمارے مرضِ باطن کو تسکین حاصل ہوگی۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ

ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

آخر تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کہلواتے ہوں۔ ہم ۱۲ ربیع الاوّل کو آپ کی ولادت باسعادت کے سلسلے میں محافل میلاد منعقد کرتے ہیں تم ۹ ربیع الاوّل کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منالو اور اُس کا نام بے شک جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکھ لو لیکن اظہار محبت ومؤدت صرف محبت والوں سے ہوتا ہے جن کے دلوں میں محبت کی ضد ہو وہ اظہار محبت کیسے کریں۔ صاحب کتابچہ لکھتے ہیں" حوالہ کے لئے دیکھئے رحمۃ اللعالمین۔ سیرت النبی۔ تاریخ اسلام از اکبر نجیب آبادی اسلامیات برائے میٹرک اختیاری واسلامیات لازمی۔ از علاؤالدین صدیقی وعبدالحیٰ فاروقی"۔ ناظرین کرام! حوالوں سے صاحب کتابچہ کا مبلغ علم ظاہر ہے جو اردو کی تاریخ ۱۹۶۸ء میں میٹرک کے لئے چھپی ہے۔ وہ بطور حوالہ پیش کی جارہی ہے اور اُمید ہے آپ مصنف کتاب "رحمۃ اللعالمین" کو جانتے ہوں گے کہ یہ قاضی محمد سلیمان صاحب غیر مقلد ہیں اور اُسی کتاب رحمۃ اللعالمین میں اُن کا یہ تعارف مذکور ہے۔

"مجسٹریٹ درجہ اوّل متوطن منصور پور علاقہ ریاست پٹیالہ"، تو یہ ریاست پٹیالہ کے مجسٹریٹ صاحب تعزیرات ہند کے متعلق تو کچھ کہہ سکتے ہیں لیکن اسلامی اہم امور میں اِن کا قول کیسے معتبر ہو سکتا ہے۔

صاحبِ کتابچہ نے رحمۃ اللعالمین سے ۹ تاریخ کو یوم ولادت کا ہونا تو پڑھ لیا اور اُسی جگہ صاحب کتاب لکھتا ہے کہ "تاریخ ولادت میں مورخین نے اختلاف کیا ہے

طبری اور ابن خلدون نے ۱۲ ار تاریخ کہا ہے ،، اس کو کیوں نہیں دیکھا۔ مشہور اور مستند مورخ ابن خلدون اور تاریخ طبری والے کا قول معتبر ہے یا تمہارے اسلامیات برائے میٹرک اختیاری ولازمی والے کا معتبر ہے۔

امام قسطلانی شارح بخاری * مواہب الدنیہ ص۲۵

والمشہور انہ ولد ثانی عشر شہر ربیع الاوّل ،،

ترجمہ : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق مشہور قول یہی ہے کہ آپ کی ولادت ۱۲ ار ربیع الاول کو ہوئی ہے۔

وعلیہ یحمل عمل اہل مکّۃ فی زیارتہم موضع مولدہ فی ھٰذہ الوقت ،، مکہ شریف والوں کا ۱۲ ار ربیع الاول شریف کو جائے ولادت حضور اکرم کی زیارت کرنا اسی پر حمل کیا جاتا ہے کہ۔

شہر والے کسی کی تاریخ ولادت کو دوسروں کی نسبت زیادہ اچھی طرح جانتے ہیں تو مکہ شریف والوں کا ۱۲ ار ربیع الاوّل کو حضور کی جائے پیدائش کی زیارت کرنا آپ کی تاریخ پیدائش ۱۲ ار تاریخ کو ہے ایک پختہ دلیل ہے۔ امام قسطلانی کے اس قول سے پتہ چلا کہ ۱۲ ار ربیع الاوّل شریف کو مکہ شریف والے حضور کی جائے ولادت پر جمع ہوکر محفل میلاد منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔

مدارج النبوت مصنفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح جلد دوم ص۲۳

" لیکن پہلا قول یعنی ۱۲ ار ربیع الاوّل کا زیادہ مشہور اور اکثر ہے۔ اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے ولادت شریف کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھتے ہیں یہ ولادت مبارکہ ۱۲ ار ربیع الاوّل کی رات دوشنبہ واقع ہوئی ہے۔

* ما ثبت بسنت ،، مصنفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی ص۵۷

وقیل لاثنی عشرۃ وھو المشہور وعلیہ عملُ اہل مکۃ فی

زیارتہم موضع مولدہٖ صلی اللّٰہ علیہِ وسلّمَ فی ھذہ الوقت۔

ترجمہ: حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخ میں ایک قول ۱۲ ربیع الاوّل ہے اور یہی مشہور ہے۔ اور اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے کہ وہ اسی خاص تاریخ کو یعنی ۱۲ ربیع الاوّل کو حضور کی جائے پیدائش کی زیارت کرتے ہیں۔

* **حجۃ للعالمین** مصنفہ علامہ نبہانی صہ ۲۳۰

حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاریخ ولادت کے متعلق فرماتے ہیں:

فی یوم الاثنین ثانی عشر من شھرِ ربیع الاوّل

یعنی حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت سوموار کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی ہے اور آگے فرماتے ہیں:

حافظ ابن رجب حنبلی نے فرمایا:

المشھورُ الذی علیہ الجمھور عنہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم ولِدَ یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاوّل۔ ترجمہ: مشہور قول جس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی ولادت سوموار کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو ہے۔ * **تاریخِ اسلام** مصنفہ منشی عبدالرحمٰن امرتسری صہ ۴۵

۱۲ ربیع الاوّل پیر کے دن ہادیٔ اسلام حضور پُرنور حضرت محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم پسر حضرت عبداللّٰہ حضرت آمنہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

قارئین! اِس تاریخ اسلام کی مولانا ظفر علی خان نے بھی تعریف کی ہے۔

* **سیرت رسول عربی** صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم مصنفہ مولانا نور بخش توکلی صہ ۴۳۔ ”حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل کو دوشنبہ کے دن فجر کے وقت کہ ابھی بعض ستارے نظر آرہے تھے پیدا ہوئے۔“

شہنشاہ ابو سعید مظفر الدین کے متعلق صاحبِ کتابچہ کی کذب بیانی کا پول۔

کتابچہ کے مصنف کا شہنشاہ ابو سعید مظفر الدین کو مسرف اور دین سے بے پرواہ کہنا نہایت درجہ کی کذب بیانی اور حد سے تجاوز کرنا ہے۔ اِسی طرح نام لیئے بغیر جس شخص نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب تصنیف کر کے شہنشاہ مذکور کے سامنے پیش کی تھی خوشامدی اور دنیا پرست مولوی کہنا اور گستاخی کرنے والا گندی زبان کا مالک کہنا سخت غلطی اور کتب مذھب سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ علماء کے زمرہ میں بہت بڑے پائے کے محدث اور امام سمجھے جاتے ہیں۔

اپنی کتاب * حسن المقصد فی عمل المولد میں ص۱۸۹ پر اسی شہنشاہ کے متعلق فرماتے ہیں:

احد الملوك الامجاد والكبراء الاجواد وكان له آثارٌ حسنة

ترجمہ: یعنی وہ ایک بہت بڑے بادشاہوں میں سے تھے اور بہت بڑے سخی تھے اور وہ بہت سے نیکی کے کام کرتے تھے،،

پھر فرماتے ہیں تاریخ ابن کثیر والے نے اسی شہنشاہ مظفر الدین کے متعلق کہا ہے۔

كان شهمًا شجاعًا بطلًا عاقلًا عالمًا عادلًا

یعنی وہ قوی الھمت دلیر جوان، عاقل، عالم اور عادل تھے،،

اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں:

،، کہ اُس کی بیوی ربیعہ خاتون جو کہ مشہور سلطان صلاح الدین ایوبی کی بہن تھی

فرماتی ہیں کہ سلطان منظفر مذکو ر موٹے کپڑے کی قمیص پہنے ہوئے تھے جس کی قیمت پانچ درہم سے کم تھی تو میں نے اُن کو تنبیہ کی کہ آپ اتنی سادی قمیص پہنتے ہیں جو کہ آپ کی شان کے لائق نہیں تو اُنھوں نے جواب میں فرمایا کہ میرا پانچ درہم کا لباس پہننا اور باقی فقراء پر خرچ کر دینا اس سے اچھا ہے کہ میں قیمتی کپڑے پہنوں اور فقراء اور مسکینوں کو بھول جاؤں "

مقام غور کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جس دیندار سلطان ابو سعید منظفر کو بڑا بادشاہ اور بہت بڑا سخی، بہادر جوان اچھے اوصاف کا مالک لکھ رہے ہوں تو صاحب کتابچہ آنکھیں بند کر کے اپنی جہالت کی وجہ سے مسرف بادشاہ اور دین سے بے پرواہ کہیں تو یہ صاحبِ کتابچہ کی ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے اور علامہ سیوطیؒ نے اُس فاضل کو جس نے شہنشاہ منظفر الدین کے لئے میلاد النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں کتاب لکھی تھی۔ اِن الفاظ کے ساتھ یاد کیا ہے۔

قد صنف له الشيخ ابو الخطاب ابن دحيه مجلدا فى مولد النبوى سماه التنوير فى مولد البشير والنذير۔ قال ابن الخلكان فى ترجمةِ الحافظ ابى الخطاب بن دحيه كان من اعيانِ العلماء و مشاهير الفضلاء "

ترجمہ : یعنی شیخ ابو الخطاب ابن دحیہ نے مولد النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بارے میں ایک کتاب لکھی جس کا نام التنویر فی مولد البشیر والنذیر ہے۔

اور مورخ ابن خلکان نے ابو الخطاب ابن دحیہ جس نے میلاد شریف کے فضائل میں سلطان منظفر الدین کے لئے کتاب لکھی تھی ان الفاظ کے ساتھ تعارف کروایا کہ "وہ بہت بڑے علماء اور مشہور فضلاء میں سے تھے "

ناظرین کرام! کتنی دیدہ دلیری ہے کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جس بادشاہ کی زبردست تعریف کریں صاحب کتابچہ اُس کو مسرف اور دین سے بے پرواہ بادشاہ لکھیں اور جس

عارف و فاضل زمانہ کو علامہ سیوطی جیسا سید المحدثین الشیخ ابو الخطاب فرمائیں اور مؤرخ ابنِ خلکان جس کو اعیان العلماء اور مشاہیر الفضلاء کہیں صاحب کتابچہ اُس کو خوشامدی مولوی اور دُنیا پرست کہے۔

شاید مصنف کتابچہ کے نزدیک شیخ کا معنیٰ خوشامدی ہوگا اور اعیان العلماء و مشاہیر الفضلاء کا معنیٰ دنیا پرست اور آئمہ کی شان میں گستاخی کرنے والا ہوگا۔

؎ خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے

* الشیخ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی حجۃ اللعالمین صـ ۳۴ پر فرماتے ہیں:

کہ شمس الدین ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں بادشاہ منظفر الدین کی زبردست تعریف کی ہے کہ نہایت نیک عادل اور اچھے عادات کا مالک تھا اور نہایت ہی اچھے کام کرتا تھا اور میلاد شریف کے متعلق جو مجلس منعقد کرتا تھا اُس کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ اُس محفل میں علماء، صلحاء، حفاظ، شعراء جمع ہوتے تھے۔ اور اردگرد کے تمام علاقوں کے لوگ اُس مجلس میں جمع ہوتے تھے،،

* علامہ سیوطیؒ الحاوی للفتاویٰ صـ ۱۹۲ پر اسی بادشاہ منظفر الدین کے متعلق فرماتے ہیں: ” بادشاہ، عادل، عالم اور مجلس میلاد کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا جس میں علماء، صلحاء بغیر انکار کے جمع ہوتے تھے اور جس مجلس کو ابن دحیہ جیسے فاضل نے پسند کیا اور شہنشاہ مذکور کے لئے مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک کتاب لکھی۔

* اسی طرح سید احمد زینی الدحلان اپنی کتاب ”السیرت النبویہ“ میں اسی سلطان منظفر الدین کے متعلق فرماتے ہیں:

” وہ ایک بہادر، دلیر، عالم، عاقل، عادل بادشاہ تھا اور بہت مدت اُس نے اپنے ملک میں سلطنت چلائی “

ناظرین کرام!

مقام افسوس ہے کہ علامہ سیوطی اور علامہ احمد زینی الدحلان جیسے شخص جس بادشاہ (مظفر الدین) کی زبردست تعریف کر رہے ہوں اور علامہ نبہانی جیسا شخص ابن خلکان کے حوالے سے جس بادشاہ مظفر الدین کی تحسین و توصیف کر رہے ہوں صاحب کتابچہ اُسی تاریخ ابن خلکان کے حوالہ سے اُسی بادشاہ مظفر الدین کی مذمت نقل کر رہے ہیں تو اب انصاف قارئین پر ہے کہ کاذب علامہ نبہانی (نعوذ باللہ) ہیں یا (کذب بیانی کا پلندہ صاحب کتابچہ ہے) تو لازمی بات ہے کہنا پڑے گا کہ کاذب صاحب کتابچہ ہی ہے۔

✱ صاحبِ کتابچہ کی ایک اور غلط بیانی

کتابوں کو سطحی نظر کے ساتھ دیکھنے سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ اُلٹا اُلجھتے ہیں۔ کسی مسئلہ کی تہہ کو پہنچنے کے لیئے نہایت غور و خوض کی ضرورت ہوتی ہے۔ صاحبِ کتابچہ کی ایک اور کجروی اور علمی بے بضاعتی ملاحظہ ہو:۔

"یہ مجلسِ میلاد جو مسلمانوں میں مروج ہے اس کا بانی مبانی اور ابتداء کرنے والا ابوسعید مظفر نامی ایک مسرف اور دین سے بے پرواہ بادشاہ تھا"

ہماری گذشتہ تحقیق سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ میلاد کی اصل سنت سے ثابت ہے اور یہ کارِ خیر باعثِ ثواب ہے۔ مستند کتابوں میں ہے کہ

"اول من احدثہ من الملوک صاحب اربل"

یعنی سرکاری سطح پر جس شخص نے زبردست اہتمام کے ساتھ بادشاہوں سے پہلے میلاد منایا وہ ملک مظفر اربل ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اِس سے قبل میلاد شریف کوئی شخص مناتا بھی نہ تھا۔ متعدد کتب معتبرہ سے ہم نقل کر چکے ہیں۔

لا زال اہل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویعتنون بقراۃ مولد الکریم

یعنی ہمیشہ سے اہل اسلام تمام جوانب اور اطراف والے اور بڑے بڑے شہروں والے میلاد

شریف کرتے آئے ہیں اور ولادت باسعادت والے مہینہ کی راتوں میں صدقات وخیرات
کرتے چلے آرہے ہیں نیز حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف پڑھتے آئے ہیں
تو ایک نیکی کا کام جسکی اصل قرآن وسنت سے ثابت ہو اگر کوئی بادشاہ سرکاری سطح پر منائے تو کیا
وہ بدعت وحرام ہو جاتا ہے؟ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر اظہار سرور
صدقات وخیرات اللہ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سننے کے لئے
اجتماع قرآن پاک کی تلاوت، نعت خوانی ان متعدد نیکی کے کاموں کے جمع ہونے کا نام میلاد مصطفی
ہے جو نیکی کے کام وہ کہ جسکی اصل سنت سے ثابت ہے کو بدعت اور ضلالت کہہ دیتا ہے
عوام الناس کو گمراہ کر کے اپنی جہالت اور بدبختی کا ثبوت دیتا ہے۔

* وہابیوں کے متعلق سرکار دوعالم ﷺ کی پیشین گوئی

وہ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے متعلق خداوند علیم وخبیر نے فرمایا۔
۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔
"جو کچھ تو نہیں جانتا تھا ہم نے تجھے پڑھایا یعنی کائنات کے جمیع علوم آپ کو پڑھا دیئے"
اس محبوب پاک ﷺ نے ایک فرقہ کی علامات بتا کر اسکی نشاندہی کی ہے۔ انشاء اللہ حدیث شریف
پڑھ لینے کے بعد ہر ذی عقل شخص پر یہ بات واضح ہو جائیگی کہ جو علامات اس غیب دان نبی
نے آج سے ۱۴۰۰ سال قبل بیان فرمائی ہیں۔ وہ صاحب کتابچہ اور اس کے ہم مشربوں میں
پائی جاتی ہے۔

+ مسلم شریف جلد اول ص ۳۴۱

فجاء رجل كث اللحية مشرف الوجنتين غائر العينين ناتي الجبين
محلوق الرأس فقال اتق الله يا محمد
قال فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فمن يطع الله ان عصيته
أيأمنني على اهل الارض ولا تأمنوني قال ثم ادبر الرجل فستاذن
رجل من القوم في قتله يرون خالد بن وليد فقال رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم ان من ضئضئ هذا قوما يقرءون القرآن لا يجاوز
حناجرهم يقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان يمرقون من الاسلام
كما يمرق السهم من الرمية لئن ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد۔

ترجمہ:۔ پس آیا ایک مرد گھنی داڑھی والا، اونچے رخساروں والا، گہری آنکھوں والا، ابھری
ہوئی پیشانی والا، مونڈھے ہوئے سر والا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہی کہا اے محمد

اللہ سے ڈرو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو اور کون اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے گا، خدا نے مجھے زمین پر امین کیا ہے کیا تو مجھے امین نہیں سمجھتا؟ راوی کہتا ہے کہ وہ مرد پیٹھ پھیر کر چلا گیا، قوم میں سے ایک مرد نے اسکو قتل کرنے کی اجازت طلب کی۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ اجازت طلب کرنے والے خالد بن ولید تھے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا تحقیق اسکے اصل یعنی پشت سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن اُنکے گلے سے نیچے تجاوز نہ کرے گا۔ مسلمانوں کے ساتھ قتال کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اور اسلام سے اس طرح خارج ہوں گے جس طرح تیر شکار سے خارج ہوتا ہے اگر میں اُنکو پاتا تو قوم عاد کی طرح قتل کرتا"۔

قارئین!

آپ بخوبی ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ سر مونڈھا ہوا، رخسارے ابھرے ہوئے ماتھا اوپر اُٹھا ہوا، قرآن پڑھنا تو بہت لیکن قرآن والے سے بغض رکھنا، کس فرقہ کی علامات ہیں؟ مسلمانوں کو مشرک کہہ کر ان سے لڑائی جھگڑا کرنا لیکن کافروں کے ساتھ صلح اور سنگیت کس کی ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہو چکی ہے اور صاحب کتاب بکر اور اُنکے ہم مشربوں کا یہ وطیرہ ہے کہ مسلمانوں سے لڑائی مول لینے کے لیے ان پر شرک ہونے کے فتوے لگائے جاتے ہیں اور جو آیات مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں انہیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں نیز جو آیات بتوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہیں وہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام پر چسپاں کرتے ہیں۔ در اصل یہ لوگ خارجی ٹولہ کی ایک شاخ ہے جیسا کہ

✦ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۲۴

پر جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن عمر کا فرمان عالی شان مذکور ہے۔

وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر خارجیوں کو بد ترین مخلوق جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں یہ اُن کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

نجدیوں کو سرورِ کونین کی بددعا

"مشکوٰۃ شریف جلد دوم"

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکار دو عالم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگنی شروع فرمائی۔ "اللھم بارک لنا فی شامنا، اللھم بارک لنا فی یمننا"

"اے اللہ ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت دے" حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا! "وفی نجدنا یا رسول اللہ" "کہ نجد کے لیئے بھی برکت کی دعا فرمائیں"

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی شام اور یمن کیلئے دعا فرمائی۔ مگر نجد کا نام نہ لیا پھر انہوں نے عرض کیا! یا رسول اللہ نجد کیلئے دعا فرمادیں۔ غرض حضور نے تین بار شام اور یمن کی برکت کیلئے دعا فرمائی۔ لیکن بار بار توجہ دلانے کے باوجود آپ نے نجد کے لیئے دعا نہ فرمائی بلکہ آخر میں فرمایا! ـــ لکھتا ہے۔

"ھنالک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطٰن"

میں اس ازلی محروم خطہ کیلئے دعا کس طرح فرماؤں وہاں تو زلزلے اور فتنے ہونگے اور شیطانی گروہ پیدا ہوگا۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق نجد میں یہ فتنہ بڑے زور سے ظاہر ہوا، محمد بن عبدالوہاب نجدی سرزمین نجد میں پیدا ہوا۔ اس نے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہہ کر ان کا قتل جائز قرار دیا۔

توحید کی آڑ میں شان رسالت اور ولایت میں خوب گستاخیاں کیں، اس نے اپنے عقائد اور مذہب کی ترویج کیلئے "کتاب التوحید" لکھی، علماء کرام نے اس کا سخت مواخذہ کیا۔

علامہ شامی حنفی، امام احمد صاوی مالکی اور دوسرے علماء امت نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو خارجی قرار دیا۔

رد المحتار میں علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

جیسا ہمارے زمانہ میں واقع ہوا عبدالوہاب کے متبعین میں جنہوں نے نجد سے خروج کرے حرمین طیبین میں تغلب کیا اور وہ حنبلی مذہب بنتے تھے لیکن درحقیقت اُن کا اعتقاد یہ تھا کہ فقط وہی مسلمان ہیں اور جو کوئی بھی انکے عقائد کا مخالف ہے وہ مشرک ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور اُن کے علماء کے قتل کو مباح کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اور اُن کے شہر ویران کیئے اور مسلمانوں کے لشکروں کو ۱۲۳۳ھ اُن پر فتحیاب فرمایا۔

"محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد"

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب جو صحیح العقیدہ تھے اور انہوں نے بھائی کے رد میں ایک کتاب "الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ" لکھی ہے۔ اس کے مطابق اسکے عقائد کی مختصراً تفصیل درج ذیل ہے۔

- وہ باآواز بلند درود وسلام پڑھنے سے منع کرتا تھا حتیٰ کہ اذان کے بعد باآواز بلند درود پڑھنے پر ایک موذن کو اس نے قتل بھی کروا دیا۔
- جب کوئی مسلمان خوشی سے یا جبراً اسکے مذہب میں آنا چاہتا تو وہ پہلے کلمہ پڑھاتا اور کہتا کہ گواہی دے، کہ آج تک تو کافر تھا اور تیرے ماں باپ بھی کافر تھے۔
- وہ سر منڈوانے کا بڑا شائق تھا اور اگر کوئی عورت بھی اس کا مذہب قبول کرتی تو اسکے بال بھی منڈوا دیتا کہ زمانہ کفر کے بال ہیں۔
- حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف پڑھنے کو حرام کہتا اور آذان کے بعد حضور اکرم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنے اور دعا کے بعد درود کو بھی ناجائز کہتا تھا۔
- انبیاء اولیاء کے توسل (وسیلہ) کرنے والوں کو صاف طور پر کافر کہتا۔
- مشرکین کے متعلق نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کر کے انہیں مشرک وکافر بناتا۔

٭ رسول اکرم ﷺ کی تنقیص شان کرتا اور کہتا وہ تو محض طارش (ایلچی۔قاصد) ہیں۔

٭ وہ اپنے عصا کے متعلق کہتا کہ نعوذ باللہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر ہے۔کیونکہ اس سے سانپ مارنے اور دیگر ضروریات میں نفع حاصل کیا جاتا ہے۔اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مر چکے ہیں۔

٭ جو شخص انبیاء عظام اولیاء کرام کو پکارتا ہے۔اور اُنکے وسیلہ سے مصیبتوں کے دُور ہونے کے لیئے دُعا مانگتا ہے اس کا قتل کرنا جائز ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکاروں کو وہابی، نجدی کہتے ہیں۔

٭ "مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ"

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، اُن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا، البتہ مزاج میں شدت تھی۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل ص ۱۱)

٭ "وہابیوں کی کہانی مولوی حسین احمد مدنی کی زبانی"

وہابیوں کے پیشواء مولانا حسین احمد مدنی اپنی مشہور کتاب "الشہاب الثاقب" میں وہابیوں کے عقائد کی نقاب کشائی کی ہے۔

٭ مسئلہ نداء یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں (الشہاب ثاقب ص ۶۲)

٭ وہابیہ نفسِ ذکر ولایت حضور سرور کائنات کو قبیح و بدعت کہتے ہیں اور اذکار اولیاء کرام کو بھی بُرا سمجھتے ہیں۔ (الشہاب ثاقب ص ۶۷)

• حرفِ آخر :۔ قارئین کرام!

اگر آپ ٹھنڈے دل سے مندرجہ بالا تحقیق کو پڑھیں اور غور کریں تو انشاءاللہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ محمد بن الوہاب نجدی کے جملہ عقائد اور مولوی حسین احمد مدنی نے وہابیوں کے جو عقائد بتائے ہیں، صاحب کتابچہ اور اسکے ہم مشرب انہی عقائد پر سختی سے کاربند ہیں

فہرست کتب مکتبہ مظہریہ امدادیہ بندیال

ضلع سرگودھا

★ حیات استاذ العلماء بندیالوی

★ شرح اسماء حسنیٰ

★ ـــ چہل حدیث

★ ـــ مروجہ فاتحہ خوانی

★ ـــ سماع موتیٰ

★ ـــ کتاب الشفاعت

★ ـــ مرزائی غیر مسلم اقلیت کیوں؟

★ ـــ الضرب الشدید علے منکر میلاد الحبیب

تحفہ معراج

مسائل نماز

از

صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی

ناشر

مکتبہ سلطانیہ رضویہ خوشاب